© rasailojaraid.com

بحث و نظر

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا؟

ایک تحقیق

(حنیف بھوجیانی)

ایک استفسار کیا گیا ہے:۔

میلاد خوانی واعظ حضرات عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپؐ کا سایہ نہیں تھا اور اپنی تائید میں چند روایتیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) حکیم ترمذی کی کتاب نوادر الاصول میں ذکوانؒ سے مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر۔

(۲) ابن سبع کہتے ہیں:۔ من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ظلہ کان لا یقع علی الارض (الخصائص الکبری ص۶۵ ج۱۔ للسیوطی)

(۳) روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس انہ لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل۔ (زرقانی شرح مواہب ص۲۲ ج۴)

یہ حضرات بعض مصنفین کے اقوال بھی استدلال کے طور پر لایا کرتے ہیں مگر سب کا مرجع یہی روایات ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ:۔

(الف) کیا یہ بات صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا؟

(ب) ان سب روایات کی حیثیت کیا ہے؟

جواب

(۱) سرور دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کی عظمت و فضیلت کے لئے قرآن عزیز اور احادیث صحیحہ و صریحہ کے نصوص بہت کافی و وافی ہیں۔ علمائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث و سیرت نے اس پر بہت سے دفتر لکھ دیئے ہیں ان کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ایسی باتوں کی محتاج نہیں کہ آپ کا سایہ تھا یا نہیں — معلوم نہیں ایسے حضرات کو اس بلا منفعت مسئلے میں کیا لطف آتا ہے۔

(۲) جب ادلہ شرعیہ قطعیہ اور عقل صحیح سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے انسان تھے حضرت آدم کی اولاد، جناب عبداللہ اور جناب آمنہ کے بیٹے تھے تو اس کا صاف مطلب یہی ہے، کہ دوسرے عام انسانی و بشری اوصاف کی طرح اس انسانی وصف سے بھی آپ موصوف تھے۔ ہاں آپ کا سایہ نہ ہونے کے بارے میں ادلہ عامہ کی تخصیص اور اقتضائے عقلی کے استثنا پر کوئی دلیل شرعی صحیح و صریح ثابت ہوتی تو کسی مسلمان کو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا تھا لیکن اب تک ایسی کوئی دلیل نہیں پائی گئی بلکہ ادلہ عامہ کے علاوہ بعض احادیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت زینبؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اس بات پر ناراض ہو گئے کہ انہوں نے حضرت صفیہؓ کو "یہودیہ" کہہ دیا۔ اس پر آپ نے ان سے تعلق خاطر منقطع فرما لیا جو دو ماہ تک جاری رہا۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں بہت ہی مایوس ہو گئی تھی مگر اچانک ایک دن عین دوپہر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کا مجھے سایہ ہی پہلے دکھائی دیا۔

اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی سفرہ فاعتل بعیرٌ لصفیۃ وفی ابل زینب فضل فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بعیر الصفیۃ اعتل فلو اعطیتہا بعیرا من ابلک فقالت انا اعطی تلک الیہودیۃ؟ قال فترکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذا الحجۃ والمحرم شہرین او ثلاثۃ لا یاتیہا قالت حتی یئست منہ وحولت سریرتی قالت فبینما انا یوما بنصف النہار اذا انا بظل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقبل (مسند امام احمد ص۱۳۳ ج۶) یہ روایت قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ بحوالہ طبرانی اوسط مجمع الزوائد ج۹ ص۳۲۳ میں بھی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح ایک حدیث حضرت انسؓ سے جامع ابن وہب کے حوالہ سے حافظ ابن القیمؒ نے ذکر کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظِلِّی وَظِلُّکُمْ (میرا سایہ اور تمہارا سایہ) ارشاد فرمایا ہے۔ پوری حدیث یہ ہے۔

عن انس بن مالك قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم صلوة الصبح ثم مد يده ثم اخرها فلما سلم قيل له يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد صنعت في صلوتك شيئا لم تصنعه في غيرها قال اني رايت الجنة فرايت فيها دالية قطوفها دانية حبها كحب الدباء فاردت ان اتناول منها فاوحي اليها ان استاخري فاستاخرت ثم رايت النار فيما بيني وبينكم حتى رايت ظلي وظلكم فاومات اليكم ان استاخروا فاوحي الى اقرهم فانك اسلمت واسلموا وهاجرت وهاجروا وجاهدت وجاهدوا فلم ار عليكم فضلا الا بالنبوة (حادی الارواح الی بلاد الافراح ص۲ طبع مصر)

ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے ایک رسالے میں اپنے مفید مطلب چند روایتیں جن کی حقیقت ابھی بیان ہوگی انشاء اللہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں مخالف کے پاس بھی کوئی حدیث ہو تو وہ بھی دکھائے"

(انارۃ الغی ص۱۶ مصنفہ خان صاحب بریلوی)

الحمد للہ کہ اس موضوع پر صاف معنی والی دو حدیثیں ہم نے پیش کر دی ہیں خانصاحب موصوف کے مقلدین کو چاہیئے کہ اب خاموش ہو جائیں۔

رہا معاملہ مشولہ روایتوں کا تو افسوس ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کام کی نہیں، سب ناقابل اعتبار ہیں۔

اولاً۔ نوادر الاصول کوئی مستند کتاب نہیں، اس کے مصنف محمد بن علی الحکیم الترمذیؒ نے خود تصریح کی ہے کہ میں نے اپنی کتابیں بطور تفریح طبع تصنیف کی ہیں، اسی لیئے انہوں نے اپنی مصنفات سے استدلال سے روک دیا ہے، چنانچہ استاذ قشیریؒ ان سے نقل کرتے ہیں ما صنفت

© rasailojaraid.com

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی سے کسی عورت نے کہا کہ ایک شخص سعد آباد ۴۷ کے لئے دیکھ رہا ہے، کیا آپ کے نزدیک یہ جائز ہے؟

© rasailojaraid.com

حرفا عن تدبیر ولا ینسب الی شئ منہ ولکن کان اذا اشتد علی وقتی اتسلی بہ (رسالہ قشیریہ صـ۲۴) حکیم ترمذی کا یہ مقولہ بہت سے مصنفین نے ذکر کیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کی رائے یہ ہے

"نوادر الاصول اکثر احادیث غیر معتبر دارد" (نوادر الاصول میں بہت سی غیر معتبر حدیثیں ہیں)

پھر حکیم صاحب کا تذکرہ لکھ کر فرماتے ہیں،

"باید دانست کہ در تصانیف ایشاں احادیث غیر معتبرہ و موضوعات بسیار مندرج است وسبب ایں حادثہ را خود ایشاں بیان کردہ اند کہ من ہیچ گاہ تفکر و تدبر و تامل پیش از کار تصنیف نہ کردہ ام و نہ غرض من آں است کہ کسے ایں مؤلفات را بمن نسبت کند بلکہ چوں مرا قبض وقت مے شد تسلی و آرام بہ تصنیف مے جستم و ہر چہ بخاطر مے رسید مے نوشتم" (لسان المحدثین صـ۶۳ طبع لاہور)

سوچنے کی بات ہے کہ ایسے غیر محتاط شخص کی غیر محتاط تصنیف سے کوئی بات کیسے اخذ کی جاسکتی ہے خصوصاً جب کہ اس نے خود بھی روک دیا ہو۔

ثانیاً:۔ یہ روایت مرسل ہے، کیونکہ ذکوان تابعی ہے اور مرسل حجت نہیں ہوتی خصوصاً جب کہ اس کے مقابلہ پر متصل و ثابت حدیثیں موجود ہوں۔

ثالثاً:۔ مرسل ہونے کے علاوہ بھی اس کی سند سخت مخدوش ہے، علامہ سیوطی منا ہل الصفافی تخریج احادیث الشفاء (صـ۴) میں لکھتے ہیں، کہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن قیس راوی ہے وھو وضاع کذاب (وہ جھوٹی روائتیں گھڑنے والا بہت جھوٹا شخص تھا) دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن الولید ہے وھو مجہول (اس کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون ہے) ملا علی قاری حنفی نے بھی شرح شفا (صـ۵۳ جلد اول) میں اس روایت کو مخدوش قرار دیا ہے۔

رابعاً:۔ ابن سبع کے متعلق پہلے تو یہی معلوم نہیں کہ یہ کون صاحب ہیں اور کیسے ہیں کشف الظنون میں ان کی ایک کتاب "شفاء الصدور" کا ذکر کیا ہے اور ابن سبع الامام الخطیب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلیمان السبتی لکھا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے کلام سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحب نے فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کرامات الاولیاء کے سلسلے میں دو کتابیں لکھی تھیں لیکن ساتھ ہی فرمایا ہے کہ "یہ حضرت ان مصنفین میں سے ہیں جن کی تصانیف میں بہت سے جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی ہے کیونکہ ایسے حضرات کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ حدیث صحیح و ضعیف کیا ہوتی ہے" چنانچہ مصنف فردوس دیلمی اور ابن سبع وغیرہ ذکر کرکے لکھتے ہیں

وامثال هؤلاء ممن فی کتابه من الکذب مالا یحصیه الا الله ....

فهم لا یعرفون الصحیح من السقیم (کتاب الرد علی البکری ص۲۰-۲۱)

علاوہ ازیں ابن سبع نے کوئی روایت ذکر بھی نہیں کی تاکہ اس کا حال معلوم ہو سکتا ظن غالب یہ ہے کہ اس کی بنیاد حکیم ترمذی کی روایت پر ہے کیونکہ ابن سبع، حکیم صاحب سے متاخر معلوم ہوتے ہیں خامساً: ابن المبارک اور ابن الجوزی کی روایت بھی لاپتہ ہے، نہ اس کی کوئی سند نہ باقاعدہ کوئی حوالہ ظاہر ہے ایسی روایت جس کا سر ہو نہ پیر کیسے تسلیم کی جا سکتی ہے۔

باقی اس سلسلے میں جو اقوال الرجال نقل کئے جاتے ہیں ان کا مبنیٰ یہی روایات ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مبنیٰ علیہ ہی کسی اعتماد و استناد کے قابل نہیں تو ان اقوال کی گودہ کتنے ہی بڑے لوگوں کے کیوں نہ ہوں کیا حیثیت رہ جاتی ہے خصوصاً اس صورت میں کہ اثبات ظل میں احادیث صریحہ وارد ہیں وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔

مطبوعات المکتبۃ السلفیہ لاہور

سنن نسائی شریف عربی مع التعلیقات السلفیہ	-/-/۴۰	حیات امام احمد بن حنبل مجلد طبع دوم	-/-/۱۰
حیات شاہ ولی اللہ دہلوی مجلد	-/-/۶	الفوز الکبیر عربی ٹائپ (زیر طبع)	-/-/۳
دیوان حماسہ بحاشیہ مولانا اعزاز علی مرحوم (عربی)	-/-/۱۲	اصول تفسیر اردو (از ابن تیمیہ)	-/۱۲/-
		پیارے رسول کی پیاری دعائیں	-/۸/-

© rasailojaraid.com